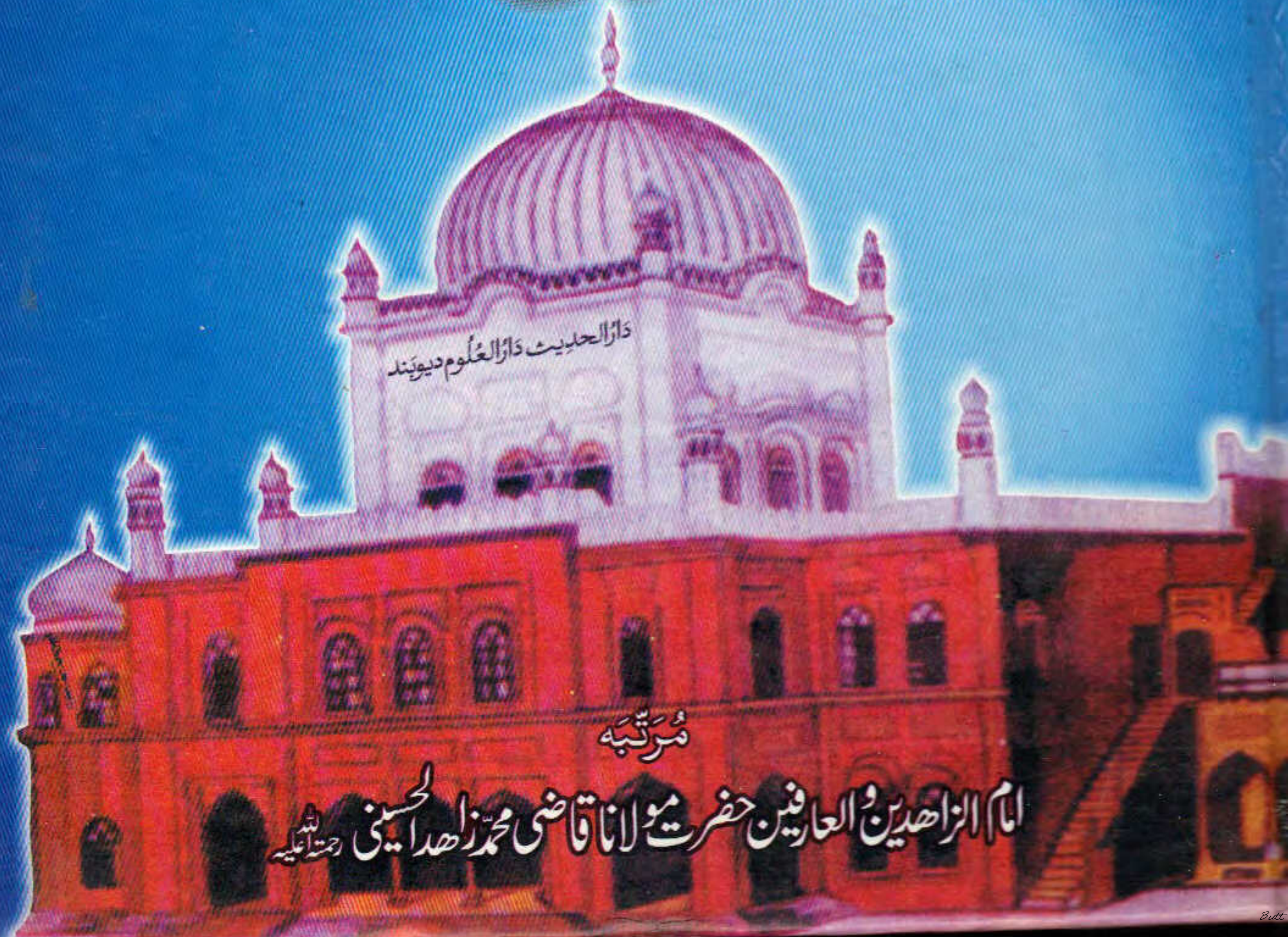
سوانح حیات قطب الارشاد والتکوین

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ

چراغِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم



مرتبہ

امام الزاہدین والعارفین حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

مرا دہ پنج چیز از ورگہ خویش — یکے علم و ادب زاہد زحد بیش
دویم رزقے کہ می دارم تمنا — عطا فرما مرا در دار دنیا
سویم زیں وقت خود تا آخریں دم — بمانم در جہاں خوشنود و خرم
چہارم دہ فروغ علم مارا — کہ چوں خورشید باشد آشکارا
بہ پنجم چونکہ در گورم رسانند — ودائم کردہ از من باز مانند
سپس با من نکیر و منکر آیند — زمن از دین من پرسش نمایند
محمد مصطفٰے یادم دہ آں دم
دگر زہرہ و حسنین معظم

اِس سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف حضرت خواجہ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت خواجہ شیخ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر تھے اور سنہ ۸۰۰ھ سے پہلے یا قریبی زمانہ میں یہاں تشریف لائے تھے اور اِسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غالباً موصوف ہندوستان ہی کے کسی حصہ سے تشریف لائے تھے، اگرچہ ممکن ہے کہ خراسان وغیرہ سے آئے ہوں کیونکہ شاہ داؤد چشتیؒ جو کہ ان کے پیر و مُرشد ہیں اُن کی نسبت مشہور ہے کہ وہ سادات میں تھے، چشت کے باشندہ تھے، خاندان کے بڑوں سے سُننے میں آیا ہے کہ موصوف کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے (واللہ اعلم) کہا جاتا ہے کہ نسب نامہ شاہ خیراللہ صاحب مرحوم کے ساتھ کاغذات میں چلا گیا، موصوف خانگی منازعات کی وجہ سے ناراض ہوکر وطن سے چلے گئے تھے اور بقیہ عمر پوربی اضلاعِ ہند میں گذاری جس کا کچھ پتہ معلوم نہیں ہوا۔ بعض بزرگوں کا کہنا یہ تھا کہ ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں جبکہ راجہ مہیٹھی نے نانا اکبر علی صاحب مرحوم کے گھرانے کو لوٹا تھا تو اُس نے تمام کاغذاتِ قدیمہ بھی لوٹ لیے یا اُن کو تلف کر دیا، بہر حال آج خاندان میں کسی کے پاس اُوپر کا نسب نامہ موجود نہیں ہے۔

والد صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ میں جبکہ صفی پور اور بانگر مئو میں ہیڈ ماسٹر تھا اور لوگوں سے تذکرہ آتا تھا کہ میں سادات سے ہوں اور میرا خاندان پیرزادوں کا خاندان ہے تو لوگ تصدیق نہیں کرتے تھے کیونکہ اودھ کے شہروں میں ٹانڈہ کپڑوں کے بُننے والوں (نوربافوں) کی بستی مشہور تھا اور یہاں کے کپڑے واقع میں بہت امتیازی شان رکھتے تھے، ٹانڈہ کی آبادی کا بڑا حصہ اسی برادری کا ہے اِس لیے لوگ یہی سمجھتے تھے کہ یہ بھی اِسی قوم میں سے ہوں گے، مگر حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے ایک روز بھرے مجمع میں فرمایا کہ "مدرس تو سیّد اور پیرزادے ہیں" ان کے مورثِ اعلیٰ شاہ نورالحق رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں" رات میرے

پاس وہ آئے تھے اور مجھ سے کہتے تھے کہ میرے بیٹے حبیب اللہ کا خیال رکھو، بھئی یہ تو بڑے پیرزادے ہیں"۔
(حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز والد صاحب مرحوم کو مدرس کہہ کر پکارتے تھے) اُس کے بعد سے اُن کی نظرِ التفات مجھ پر بہت زیادہ ہوگئی اور لوگوں کے خیالات میرے نسب کے متعلق بدل گئے اور یہ مقالہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور ہو گیا۔

والد صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ میں نے اوائل عمر میں خواب دیکھا تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بڑے تالاب کے کنارے ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی چرخہ کات رہی ہیں اور میں اپنے آپ کو بچہ پاتا ہوں اور تالاب کے دوسرے کنارے پر ہوں، میں نے دیکھا کہ میں تالاب میں تیرتا ہوا اُن کی طرف اس طرح جا رہا ہوں جیسے بچہ اپنی ماں کے پاس جاتا ہے، میں خواب ہی میں اُن کو ماں سمجھ رہا ہوں اور وہاں پہنچ گیا ہوں۔
ہجرت کرنے کے بعد انہوں نے مدینہ منورہ میں اس کو ذکر کیا اور فرمایا کہ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا مطلب تھا، میں نے عرض کیا کہ تعبیر تو ظاہر ہے آپ سمندر کے دوسرے کنارے پر تھے ہجرت کر کے مدینہ منورہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گئے، نسبی سلسلہ میں وہ ماں ہیں ہی۔
نیز ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھ کو نسب نامہ کی تلاش تھی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کو جا رہے ہیں اور میں پاس کھڑا ہوں تو مجھ کو فرمایا کہ تو میری اولاد میں سے ہے۔
یہ جاننا ضروری ہے کہ فخر بالانساب جو کہ مسلمانوں میں ہر جگہ اور بالخصوص ہندوستان میں اور بالاخص سادات اور پیرزادوں اور شیوخ میں پایا جاتا ہے نہایت جھوٹا تکبر اور بہت سی خرابیوں کا باعث ہے، باوجودیکہ اسلام نے اس کی جڑ کھود ڈالنے میں کوئی کمی نہیں کی مگر بدقسمتی سے اس کا قلع قمع نہیں ہوا بلکہ ہندوستان میں اکبر برادرانِ وطن کی دیکھا دیکھی اور بڑھ گیا۔ حقیقی کمال علم و عمل اور عمدہ اخلاق اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں ہی ہے، جس کی بناء پر اسلاف کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو شرف اور امتیاز اپنے ہمعصروں اور اخلاف پر حاصل ہوا تھا اُن کی اولاد اور احفاد کو بھی اگر اسلاف کا اتباع اور ویسے اعمال و اخلاق وغیرہ حاصل ہوں تو وہ اس کے مستحق ہیں کہ ان کو خلف صدق اور سپوت کہا جا سکے ورنہ مثل پسر حضرت نوح علیہ السلام ناخلف اور کپوت ہی شمار ہوں گے۔
ایسے ناخلفوں اور بدکرداروں کو چاہیئے تھا کہ ہمیشہ خائف رہیں کہ کہیں ان اسلاف کرام سے بداعمالیوں کی وجہ سے غضب الٰہی سلسلہ نسب اور اس کی شرافت منقطع کرتا ہوا پسرِ حضرت نوح (علیہ السلام) کی طرح إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (ھود) کا اعلان نہ کر دے اور اسلاف کرام کی برکتوں سے محرومیت کا عذاب الیم نہ چکھا دے، اُلٹے یہ لوگ کبر اور غرور بلکہ دوسروں کی تحقیر و تذلیل، توہین و تحمیق میں منہمک ہو گئے ہیں ان لوگوں کی ایسی حرکاتِ ناشائستہ کی وجہ سے صرف یہی نہیں ہوتا کہ غریب مسلمانوں اور

پیشہ ور مسلم برادریوں اور نومسلم خاندانوں کے دل اور دماغ پر سنگین اور دلخراش ٹھیس لگتی ہے بلکہ اشاعت اسلام اور اس کی ہمہ گیری میں بھی فرق پڑتا ہے، اسلامی اصول اور اس کا تفوق چکنا چور ہوتا ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے حجاب بنتی ہیں، اُمتِ مرحومہ کی زیادتی میں روڑے اٹکتے ہیں جس کی اسلامی تعلیمات میں انتہائی ممانعتیں وارد ہیں۔ والعیاذ باللہ

انہیں وجوہ سے مجھ کو بہت ڈر لگتا ہے اور شرم معلوم ہوتی ہے کہ موجودہ اعمال و اخلاق اور اس کم مائیگی پر سید یا پیرزادہ اپنے کو کہوں یا لکھوں اور اپنے اس نسب پر فخر کروں مگر اس میں بھی چونکہ شک نہیں ہے کہ غیر اختیاری نعماءِ الٰہیہ میں سے یہ بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے یعنی جیسے کہ انسان کا پیدا ہونا، تمام اعضاء کا صحیح و سالم ہونا، خوبصورتی اور اعضاء کا تناسب، ذکاوت اور حافظہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی اُن نعمتوں میں سے ہیں جن میں بندہ کے اختیار اور ارادہ کو کوئی دخل نہیں ہے اور ان پر بندہ کو ہمیشہ شکر گذار رہنا چاہیے اور تحدیث بالنعمۃ کرنا اور دل میں سوچنا اور اللہ تعالیٰ کو شکر گذاری سے خوش کرنا چاہیے، اسی طرح یہ شرافت نسبی بھی ایک غیر اختیاری نعمت اور عطیہ خداوندی ہے، اس پر شکر گذاری کرنا اور حسبِ ارشاد وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ، تحدیث کرنا ضروری ہے، اس لیے اس مقام پر رسالہ ھٰذا میں یہ ذکر کیا گیا۔ (از نقش حیات جلد ۱)

والدہ ماجدہ کی طرف سلسلہ نسب یہ تحریر فرمایا:۔

——"بنتِ اکبر علی بن مخدوم بخش بن تراب علی شاہ مدن (مرحومین) شاہ مدن کے تین صاحبزادے تھے تراب علی، ہدایت اللہ اور نور اشرف۔ نور اشرف مرحوم کی اولاد میں سے والد صاحب مرحوم تھے اور تراب علی کی اولاد میں سے والدہ مرحومہ تھیں"—— (نقش حیات جلد ۱، صفحہ ۲۳)

حضرتؒ کے والد ماجد مولانا حبیب اللہؒ کا مختصر تذکرہ

آپ کی ۱۲۵۳ھ میں قصبہ الہ داد پور میں ولادت باسعادت ہوئی، ٹانڈہ میں قرآن شریف پڑھا اور ساتھ ہی سکول میں اُردو مڈل پاس کیا، مختلف سکولوں میں ملازمت کرتے کرتے قصبہ صفی پور ضلع اناؤں میں ہیڈ ماسٹر ہو گئے اور پھر بانگر مئو میں تبدیل کر دیئے گئے، ملازمت سے سُبکدوش ہونے پر اپنی ذاتی جائیداد کی کچھ نگہداشت کی۔ چونکہ علماء دیوبند کے ساتھ گہرا تعلق تھا اس لیے اپنے سب بیٹوں کو ابتدائی تعلیم کے لیے بھی دارالعلوم دیوبند میں داخل فرمایا جہاں اساتذہ کرام خصوصاً حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ کیمیا اثر سے فیضیاب ہوتے رہے،